۴

رستم و سہراب

(چھٹا منظر: میدانِ جنگ)

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- کسی ڈرامے کو پڑھتے ہوئے اس میں موجود مکالمے کی ترتیب و پیش کش کو سمجھتے ہوئے ڈرامے پر اس کے اثر کا تجزیہ کریں۔
- مختلف تحاریر (روداد، سفر نامہ، مضامین، خطوط، اداریے، خبریں، رپورٹ، اشتہار وغیرہ) پڑھ کر ان کے مقاصد کی ترجمانی کریں۔
- کسی علمی، ادبی یا صحافتی موضوع پر اپنے مطالعے، تجربے اور مشاہدے کی روشنی میں استدلال، درست تلفظ اور عمدہ لب و لہجے کے ساتھ زبانی (فی البدیہہ اور یاد کی ہوئی) تقریر کر سکیں۔
- رپورتاژ، تجزیاتی رپورٹ اور یادداشت کے درمیان فرق کو سمجھتے ہوئے ان کی تحریری تخلیق کر سکیں۔
- مختلف ادبی شخصیات کی مرقع نگاری کر سکیں۔
- عبارت پڑھتے ہوئے تمام علامات اوقاف کا لحاظ رکھ سکیں۔
- متضاد الفاظ کی جوڑیاں شناخت کرتے ہوئے تحریر میں استعمال کر سکیں۔

خاص	قہر و غضب	سجدہ ہائے نیاز	جنگ کا نقارہ	اَجَل	گھات میں
الفاظ	ہُومان	حَسرَت و ماتم	مُوذِی حَیوان	جلّاد	مُہرہ

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- سبق خوانی سے قبل ڈرامے کا تعارف، ساخت، روایت اور اقسام بیان کریں۔ آغا حشر کے ڈرامے کی نمایاں خصوصیات بتائی جائیں۔ جماعت کے مختلف طلبہ منتخب کر کے مکالمے ادا کرائے جائیں۔ سبق کی تدریس کے دوران میں اشعار اور مشکل الفاظ تختۂ تحریر پر لکھ کر ان کے مطالب سمجھائے جائیں۔ طلبہ کو لائبریری سے مختلف ڈرامے مطالعہ کرنے کی ترغیب دی جائے۔ اپنے تعلیمی ادارے کی تقریبات کے لیے طلبہ کو ایک ایکٹ کے ڈرامے کی مکمل ریہرسل کروائیں اور اس ڈرامے کو اسٹیج پر پیش کریں۔

پڑھنے سے پہلے بوجھیں

کس طرح کی کہانی کو "ڈراما" کہتے ہیں اور ہندوستان میں اس کی روایت کتنی پرانی ہے؟

پڑھیں

(رستم اُداس چہرے اور غم گین دل کے ساتھ مایوس نگاہوں سے آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے۔)

رستم: پروردگار! میں نے کبھی تیرے قہر و غضب کو حقیر نہیں سمجھا۔ کبھی تیری طاقت کے سامنے اپنی فانی طاقت کا غرور نہیں کیا۔ پھر اس ذلت کی شکل میں تو نے مجھے میرے کس گناہ کی سزا دی ہے؟

اے دردمندوں کی دوا اور کمزوروں کی طاقت! اے ناامیدوں کی امید! میں نے کل ساری رات تیرے حضور میں سجدہ ہائے نیاز کے ساتھ آنسو بہا کر مدد کے لیے التجا کی ہے۔ اپنے عاجز بندے کی التجا قبول کر

اس بڑھاپے میں دنیا کے سامنے میری شرم رکھ اور ایک بار میری جوانی کا زور و جوش مجھے دوبارہ واپس دے دے۔

تری قدرت پلٹ سکتی ہے سارے کارخانے کو
پھر اک دن کے لیے تو بھیج دے پچھلے زمانے کو

(سہراب کا داخلہ)

سہراب: صبح ہو گئی۔ ممکن ہے، یہ آج کی صبح اس کی زندگی کی شام ثابت ہو۔ نہ جانے کیا سبب ہے کہ اس کی موت کا خیال آتے ہی میری روح کانپ اٹھتی ہے (رستم کو دیکھ کر) تو آگیا؟ کیا جنگ کے نقارے کی پہلی چوٹ سے تیری نیند ٹوٹ گئی؟

رستم: بہادر اپنا وعدہ نہیں بھولتا۔ میں آدھی رات سے صبح ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔

سہراب: آج لڑائی کا دوسرا دن ہے۔ جانتا ہے اس جنگ کا کیا نتیجہ ہوگا؟

رستم: ہم دونوں میں سے ایک کی موت۔

سہراب: شیر دل بوڑھے! میرا دل تیری موت دیکھنے کے لیے راضی نہیں ہوتا۔ ایک غیبی آواز بار بار مجھے اس جنگ سے روک رہی ہے۔ اگر ایران کی گود بہادر فرزندوں سے خالی نہیں ہے تو جا، واپس جا اور اپنے عوض کسی اور ایرانی دلیر کو بھیج دے۔ میں تجھے زندگی اور سلامتی کے ساتھ لوٹ جانے کی اجازت دیتا ہوں۔

رُستم: کل کی اتفاقی فتح پر غرور نہ کر۔ ہر نیا دن انسان کے لیے نئے انقلاب لے کر آتا ہے۔ تقدیر کا پہیا ہمیشہ ایک ہی سمت میں نہیں گھومتا۔

گھڑی بھر میں بدلنا ہو گا تجھ کو پیرہن اپنا
منگا کر پاس رکھ لے جنگ سے پہلے کفن اپنا

(جنگ شروع ہوتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد سہراب ہاتھ روک لیتا ہے)

سہراب: آج میں تجھ میں نیا جوش اور نئی قوت دیکھ رہا ہوں۔ جواں ہمت بوڑھے! مجھے پھر شک ہوتا ہے کہ تو رستم ہے۔ میں تیری عزت کا واسطہ اور تیری بہادری کی دہائی دے کر ایک بار پھر تیرا نام پوچھتا ہوں۔ زور سے نہیں، منّت سے! غرور سے نہیں، عاجزی سے!

رُستم: تو میرا نام ہی جاننا چاہتا ہے تو سن! میرا نام ہے۔

سہراب: (خوشی کی گھبراہٹ سے) رستم!

رُستم: نہیں! سہراب کی موت۔

سہراب: افسوس! تُو نے میرے رحم کی قدر نہیں کی۔

(دوبارہ جنگ ہوتی ہے۔ رستم، سہراب کو گرا کر سینے پر چڑھ بیٹھتا ہے۔)

رُستم:

بس اسی ہمت، اسی طاقت پہ تھا اتنا غرور
تو کوئی شیشہ نہ تھا، کیوں ہو گیا پھر چُور چُور

کیا ہوا زور، جوانی اٹھ ! اجل ہے گھات میں
دیکھ لے اب کس قدر قوت ہے بوڑھے ہات میں

(سہراب کے سینے میں خنجر بھونک دیتا ہے)

سہراب: آہ! اے آنکھو! تمھارے نصیب میں باپ کا دیدار نہ تھا۔ کہاں ہو! پیارے باپ کہاں ہو؟ باپ کہاں ہو؟ آؤ! آؤ کہ مرنے سے پہلے تمھارا سہراب تمھیں ایک بار دیکھ لے۔

کیا خبر تھی کہ بگڑ جائے گی قسمت اپنی
آخری وقت دکھا دو مجھے صورت اپنی

رُستم: اپنی جوانی کی موت پر ماتم کرنے کے لیے باپ کو یاد کر رہا ہے؟ اب تیرے باپ کی محبت، اس کے آنسو، اس کی فریاد، کوئی تجھے دنیا میں زندہ نہیں رکھ سکتی۔

مرہم کہاں جو رکھ دے دلِ پاش پاش پر
آیا بھی وہ تو روئے گا بیٹے کی لاش پر

سہراب: بھاگ جا۔ بھاگ جا۔ اس دنیا سے کسی دوسری دنیا میں بھاگ جا۔ تو نے سام و نریمان کے خاندان کا چراغ بجھا دیا ہے۔ تاریک جنگلوں میں پہاڑوں کے غار میں، سمندر کی تہ میں، تو کہیں بھی جا کر چھپے لیکن میرے باپ رستم کے انتقام سے نہیں بچ سکے گا۔

رُستم: چونک کر کھڑا ہو جاتا ہے کیا کہا؟ کیا کہا؟ تو رستم کا بیٹا ہے؟

سہراب: ہاں۔

رُستم: تیری ماں کا نام؟

سہراب: تہمینہ

رُستم: تیرے اس دعوے کا ثبوت؟

سہراب: ثبوت اس بازو پر بندھی ہوئی میرے باپ رستم کی نشانی۔

رُستم: جھوٹ ہے، غلط ہے۔ تو دھوکا دے رہا ہے۔ مجھے پاگل بنا کر اپنے قتل کا انتقام لینا چاہتا ہے۔ (گھبراہٹ کے ساتھ سہراب کے بازو کا کپڑا اپھاڑ کر اپنا دیا ہوا مہرہ دیکھتا ہے) وہی مہرہ، وہی نشانی! (سر پٹک کر) کیا کیا؟ کیا کیا؟ اندھے پاگل جلاد! یہ کیا کیا؟ شیر جیسا خون خوار بھیڑیے جیسا ظالم ریچھ جیسا موذی حیوان بھی اپنی اولاد کی جان نہیں لیتا لیکن تو انسان ہو کر حیوان سے بھی زیادہ خونی اور جہنم سے بھی زیادہ بے رحم ہے۔

خون میں ڈوبا ہے وہ جس سے مزہ جینے میں تھا
دل کے بدلے کیا کوئی پتھر ترے سینے میں تھا
توڑ ڈالا اپنے ہی ہاتھوں سے او ظالم! اسے
تیرا نقشہ، تیرا ہی چہرہ جس آئینے میں تھا

سہراب: فتح مند بوڑھے! تو رُستم نہیں ہے، پھر میری موت پر خوش ہونے کے بدلے اس طرح کیوں رنج کر رہا ہے؟

رُستم: (رو کر) اس دنیا میں رنج اور آنسو، رونے اور چھاتی پیٹنے کے سوا میرے لیے اب اور کیا باقی رہ گیا ہے میں نے تیری زندگی تباہ کر کے اپنی زندگی کا ہر عیش اور اپنی دنیا کی ہر خوشی تباہ کر دی۔ مجھ سے نفرت کر! میرے منھ پر تھوک دے، مجھ پر ہزاروں زبانوں سے لعنت بھیج۔

فغاں ہوں، حسرت و ماتم ہوں، سر سے پاؤں تک غم ہوں
میں ہی بیٹے کا قاتل ہوں، میں ہی بد بخت رُستم ہوں

سہراب: بابا! میرے بابا!

رُستم: ہائے میرے پیار! تو نے الفت سے، نرمی سے، منت سے، کتنی مرتبہ میرا نام پوچھا۔ اس محبت و عاجزی کے ساتھ پوچھنے پر لوہے کے ٹکڑے میں بھی زبان پیدا ہو جاتی ہے، پتھر بھی جواب دینے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے لیکن اس دو روزہ دنیا کی جھوٹی شہرت اور اس فانی دنیا کے غرور نے میرے ہونٹوں کو ہلنے کی اجازت نہ دی۔ میرے بچے! میری تہمینہ کی نشانی!

کس جگہ بے رحم سینے میں نہاں رکھوں تجھے
آنکھ میں، دل میں، کلیجے میں کہاں رکھوں تجھے

سہراب: ہومان، بارمان، ہجیر سب نے مجھے دھوکا دیا۔ بابا نہ رو! میری موت کو خدا کی مرضی سمجھ کر صبر کر

مل گئی مجھ کو جو قسمت میں سزا لکھی تھی
باپ کے ہاتھ سے بیٹے کی قضا لکھی تھی

رُستم: جب تیری ناشاد ماں بال نوچتی، آنسو بہاتی، چھاتی پیٹتی، ماتم اور فریاد کی تصویر بنی ہوئی سامنے آ کر کھڑی ہو گی اور پوچھے گی کہ میرا لاڈلا سہراب، میرا بچہ، میرا شیر کہاں ہے تو اپنا ذلیل منہ دونوں ہاتھوں سے چھپا لینے کے سوال سے کیا جواب دوں گا؟ کن لفظوں سے اس کے ٹوٹے ہوئے دل اور زخمی کلیجے کو تسلی دوں گا۔

سنوں گا ہائے کیسے ماںتا کی اس دہائی کو
کہاں سے لاؤں گا مانگے گی جب اپنی کمائی کو
نگاہیں کس طرح اٹھیں گی مجھ قسمت کے ہیٹے کی
دکھاؤں گا میں کن ہاتھوں سے ماں کو لاش بیٹے کی

سہراب: پیارے باپ! میری بدنصیب ماں سے کہنا کہ انسان سب سے لڑ سکتا ہے، قسمت سے جنگ نہیں کر سکتا۔ آہ!

(رُستم کی گود سے زمین پر گر کر آنکھیں بند کر لیتا ہے)

رُستم: یہ کیا! یہ کیا! میرے بچے! آنکھیں کیوں بند کر لیں؟ کیا خفا ہو گئے؟ کیا ظالم باپ کی صورت دیکھنا نہیں چاہتے؟ یہ موت کا گہوارہ، یہ خون میں ڈوبی ہوئی زمین، پھولوں کا بستر، ماں کی گود، باپ کی چھاتی نہیں ہے پھر تمھیں کس طرح نیند آ گئی۔

سہراب: ماں! خدا۔ تمھیں۔ تسلی دے!

رستم: اور...اور...بیٹا بولو!...بولو! چپ کیوں ہو گئے۔ آہ! آو! اس کا خون سرد ہو رہا ہے۔ اس کی سانسیں ختم ہو رہی ہیں۔ اے خدا! اے کریم و رحیم خدا! اولاد باپ کی زندگانی کا سرمایہ اور ماں کی روح کی دولت ہے۔ یہ دولت محتاجوں سے نہ چھین۔ اپنی دنیا کا قانون بدل ڈال۔ اس کی موت مجھے اور میری باقی زندگی اسے بخش دے۔ دیکھ میری طرف دیکھ! میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کو تاج و تخت کی بھیک دی ہے۔ آج ایک فقیر کی طرح تجھ سے اپنے بیٹے کی زندگی کی بھیگ مانگتا ہوں۔

ڈال دے جھولی میں تو میرے گلِ شاداب کو
ہاتھ پھیلائے ہوں میں، دے دے مرے سہراب کو

سہراب: (آنکھیں بند کیے ہوئے) دنیا... رخصت... خدا!

(مر جاتا ہے)

رستم: آہ! جوانی کا چراغ آخری ہچکی لے کر بجھ گیا۔ بے رحم موت نے میری امید کی روشنی لوٹ لی۔ اب لاکھوں چاند، ہزاروں سورج مل کر بھی میرے غم کا اندھیر دور نہیں کر سکتے۔ چھاتی پیٹ کر، درختو! پہاڑو!، ستارو! ٹکرا کر چور ہو جاؤ! آج ہی زندگی کی قیامت ہے۔ آج ہی دنیا کا آخری دن ہے۔ زندگی! دنیا! کہاں ہے زندگی؟ کہاں ہے دنیا! زندگی سہراب کے خون میں اور دنیا رستم کے آنسوؤں میں ڈوب گئی (دیوانوں کی طرح غش کھا کر گر پڑتا ہے)۔ سہراب... سہراب... سہراب... (پردہ گرتا ہے)۔

(رستم و سہراب)

آغا حشر کاشمیری (۱۸۸۴ء۔۱۹۳۸ء)

آغا حشر کاشمیری کا اصل نام آغا محمد شاہ اور والد کا نام آغا محمد غنی شاہ تھا۔ بنارس میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کے زیر سرپرستی اردو، عربی اور فارسی کی ابتدائی تعلیم مکمل کر کے راج نرائن ہائی اسکول، بنارس میں انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ سترہ برس کی عمر میں شعر و شاعری کی طرف رجحان ہوا۔ اس زمانے میں بمبئی کی الفریڈ تھیٹریکل کمپنی بنارس آئی تو انھیں ڈراما لکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اسی شوق کی تکمیل کے لیے وہ بمبئی پہنچ گئے اور پہلا ڈراما "مرید شک" لکھا۔ یہ ڈراما ۱۸۹۹ء میں مکمل ہوا اور اسٹیج کیا گیا، جو بے حد مقبول ہوا۔ اس کے بعد انھوں نے یکے بعد دیگرے کئی ڈرامے لکھے، جن میں سے اکثر کے پلاٹ ولیم شیکسپیئر کے انگریزی ڈراموں سے ماخوذ تھے۔ ان کے اہم ڈراموں میں "اسیر حرص"، "شہید ناز صید ہوس"، "خوب صورت بلا"، "یہودی کی لڑکی"، "ترکی حور"، "آنکھ کا نشہ" اور "رستم و سہراب" شامل ہیں۔ لاہور میں انتقال ہوا۔ آغا حشر کی ڈراما نگاری کی نمایاں خصوصیات میں ان کی فن ڈراما نگاری سے طبعی مناسبت، زبان و بیان پر قدرت، شگفتگی، مزاح اور رنگینی و شوخی قابل ذکر ہیں۔ حشر کے آخری زمانے کے ڈرامے، اندازِ تحریر کی ندرت اور ادبی حسن کے اعتبار سے زیادہ قابل قدر ہیں۔ ان کی ڈراما نگاری میں وہ تمام خاصیتیں موجود تھیں، جن کی وجہ سے وہ قدیم اور جدید ڈراما نگاری کے درمیان ایک اہم کڑی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مشق

۱۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں:

الف۔ رستم اپنے پروردگار سے کس بات کی دعا مانگتا ہے؟

ب۔ کس خیال پر سہراب کی روح کانپ اٹھتی ہے؟

ج۔ رستم نے یہ کیوں کہا کہ بہادر اپنا وعدہ نہیں بھولتا؟

د۔ سہراب کے پوچھنے پر رستم اپنا کیا نام بتاتا ہے ؟

ہ۔ رستم کو کب معلوم ہوتا ہے کہ سہراب اس کا بیٹا ہے ؟

و۔ حقیقت معلوم ہونے پر رستم کسی طرح کے رد عمل کا اظہار کرتا ہے ؟

ز۔ سہراب اپنی ماں کے نام کیا پیغام دیتا ہے ؟

ح۔ مرتے ہوئے سہراب کی زبان پر کیا الفاظ تھے ؟

ط۔ رستم غش کھانے سے پہلے دیوانوں کی طرح کس کا نام پکارتا ہے اور کیوں ؟

۲۔ درج ذیل عبارت پڑھتے ہوئے تمام علاماتِ اوقاف کا لحاظ رکھیں :

سہراب: صبح ہو گئی ممکن ہے یہ آج کی صبح اس کی زندگی کی شام ثابت ہو نہ جانے کیا سبب ہے کہ اس کی موت کا خیال آتے ہی میری روح کانپ اٹھتی ہے۔(رستم کو دیکھ کر) تو آ گیا؟ کیا جنگ کے نقارے کی پہلی چوٹ سے تیری نیند ٹوٹ گئی؟

رستم: بہادر اپنا وعدہ نہیں بھولتا میں آدھی رات سے صبح ہونے کا انتظار کر رہا تھا

سہراب: آج لڑائی کا دوسرا دن ہے جانتا ہے اس جنگ کا کیا نتیجہ ہو گا

سہراب: شیر دل بوڑھے ! میرا دل تیری موت دیکھنے کے لیے راضی نہیں ہوتا۔ ایک غیبی آواز بار بار مجھے اس جنگ سے روک رہی ہے اگر ایران کی گود بہادر فرزندوں سے خالی نہیں ہے تو جا واپس جا اور اپنے عوض کسی اور ایرانی دلیر کو بھیج دے میں تجھے زندگی اور سلامتی کے ساتھ لوٹ جانے کی اجازت دیتا ہوں

رُستم: کل کی اتفاقی فتح پر غرور نہ کر۔ ہر نیا دن انسان کے لیے نئے انقلاب لے کر آتا ہے تقدیر کا پہیا ہمیشہ ایک ہی سمت میں نہیں گھومتا

گھڑی بھر میں بدلنا ہو گا تجھ کو پیرہن اپنا
منگا کر پاس رکھ لے جنگ سے پہلے کفن اپنا

جنگ شروع ہوتی ہے تھوڑی دیر بعد سہراب ہاتھ روک لیتا ہے۔

۳۔ شاملِ نصاب ڈرامے کے اختتامی حصے میں والد رستم اور بیٹے سہراب کی آخری لڑائی ہے جس میں کسی ایک کی موت واقع ہونا ٹھہری ہے۔ رستم اپنی طاقت کے زعم میں اندھا ہو چکا ہے اور اس کے مکالمے اسی بات کا اظہار ہیں جب کہ سہراب کو اپنے مقابل سُورما پہ شک ہے کہ وہ اس کا والد ہے۔ اسی لیے وہ پوری طاقت سے لڑائی لڑنے سے پہلے اس بات کا یقین کرنا چاہتا ہے اور بار بار رستم سے اُس کا نام پوچھتا ہے۔ ڈراما "رستم و سہراب" کو پڑھتے ہوئے اس میں موجود مکالمے کی ترتیب و پیش کش کو سمجھتے ہوئے ڈرامے پر اس کے اثر کا تجزیہ کریں۔

۴۔ علامہ اقبال کے "خطوط بہ نام قائداعظم" کالج لائبریری سے جاری کروائیں۔ ان خطوط میں موجود مباحث، موضوعات اور مضامین کو پڑھ کر ان کے مقاصد کی ترجمانی کرتے ہوئے اہم نکات قلم بند کریں۔

۵۔ کالج ہال میں ایک تقریری مقابلہ منعقد کرائیں جس میں ان موضوعات پہ اپنے مطالعے، تجربے اور مشاہدے کی روشنی میں استدلال، درست تلفظ اور عمدہ لب و لہجے کے ساتھ زبانی (فی البدیہہ اور یاد کی ہوئی) تقریر کریں۔

الف۔ حقوقِ انسانی

ب۔ ذہنی دباؤ پر قابو پانا

ج۔ آئینِ پاکستان اور حقوقِ انسانی

د۔ قدرتی وسائل کا تحفظ

رپورتاژ اور تجزیاتی رپورٹ

رپورتاژ اردو میں ایک جدید ترین صنفِ نثر ہے۔ اس میں علمی مجلسوں، ادبی محفلوں، سیمی ناروں، کانفرنسوں اور اجتماعات کی روداد پیش کی جاتی ہے۔ لیکن اس میں افسانوی انداز کی جذباتیت اور غیر افسانوی طرز کی روداد نگاری کارفرما نظر آتی ہے۔ عام طور پر چشم دید واقعات کو خیال آرائی اور زبان کی چاشنی کے ساتھ بیان کرنا رپورتاژ سمجھا جاتا ہے۔ رپورتاژ میں کسی واقعے کے تفصیلی ذکر کے ساتھ ساتھ احساسات اور تاثرات کو بھی بیان کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے بیان میں ادبیت اور رومانیت کی رُوداد ایک جذباتی تصویر کو ابھارتی ہے۔ رپورتاژ میں مخصوص خبر اور جزئیات کی شمولیت کی وجہ سے اس کی تخلیقی حیثیت ایک آزاد صنف کی ہو جاتی ہے۔

تجزیاتی رپورٹ میں کسی موضوع، صورتِ حال یا واقعے کے متعلق پوری تفصیل یعنی اس کا پس منظر، محرکات، نتائج وغیرہ کا تفصیلی بیان ہوتا ہے۔ رپورٹ میں یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ کس حلقے اور طبقے سے ہے؟ اس کے متاثرین کون ہیں؟ رپورتاژ یا تجزیاتی رپورٹ دونوں کو صحافتی ضرورت کے پیشِ نظر ہی لکھا جاتا ہے لیکن اپنے اندازِ بیان کی وجہ سے یہ ادبی رنگ بھی اختیار کر چکی ہے۔

۶۔ پاکستان میں "منکی پاکس کے پھیلاؤ اور اس سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر" کے حوالے سے ایک رپورتاژ یا تجزیاتی رپورٹ کی تحریری تخلیق کریں اور اسے مقامی اخبار میں اشاعت کے لیے بھیجیں تاکہ عوامی آگاہی کے حوالے سے ذمے داری نبھائی جا سکے۔

۷۔ مبین مرزا کی مرتب کردہ اور نیشنل بک فاؤنڈیشن کی شائع شدہ کتاب "اردو کے بہترین خاکے" کا مطالعہ کریں اور ان میں سے اپنی دو پسندیدہ ادبی شخصیات (ایک شاعر، ایک نثر نگار) کے خاکوں کے اہم نکات الگ کریں اور پھر اپنے الفاظ میں انھی ادبی شخصیات کی مرقع نگاری کریں۔

۸۔ درج ذیل میں سے متضاد الفاظ کی جوڑیوں کی شناخت کریں اور ان کے جملے تحریر کریں:

مصروف، علمیت، عربی، جہالت، عجمی، اُلفت، فارغ، نفرت

۹۔ درج ذیل سوالات کے درست جواب کی نشان دہی کریں:

(i) کس نثری قصے میں کسی خاص نقطۂ نظر کے تحت زندگی کی حقیقی اور واقعاتی عکاسی کی جاتی ہے؟

الف۔ ڈراما　　ب۔ افسانہ　　ج۔ ناول　　د۔ داستان

(ii) ڈرامے کی ابتدا کس ملک سے ہوئی؟

الف۔ ایران　　ب۔ یونان　　ج۔ فرانس　　د۔ روس

(iii) قدیم زمانے میں لوگ کس کو خوش کرنے کے لیے ڈراما کھیلا کرتے تھے؟

الف۔ دیوتاؤں کو　　ب۔ بتوں کو　　ج۔ خداؤں کو　　د۔ رشتے داروں کو

(iv)ڈرامے کی کتنی مشہور اقسام ہیں؟

الف۔ایک　　ب۔دو　　ج۔تین　　د۔چار

(v)ادبی اصطلاح میں زندگی کا ایک جزو پیش کرنے والی کہانی کو کیا کہتے ہیں؟

الف۔داستان　　ب۔ناول　　ج۔افسانہ　　د۔ناولٹ

(vi)درج ذیل میں سے حقیقی معنوں میں استعمال ہوتا ہے:

الف۔محاورہ　　ب۔استعارہ　　ج۔ضرب المثل　　د۔روزمرہ

(vii)سبحان اللہ !،واہ واہ!　　قواعد کے رُو سے کون سے حروف ہیں؟

الف۔تحسین　　ب۔نفرین　　ج۔ندا　　د۔استعجاب

(viii)درج ذیل میں سے حروفِ شرط کون سے ہیں؟

الف۔اور،و　　ب۔کیا،کون　　ج۔اگر،اگرچہ　　د۔مثل،مانند

اشفاق احمد اور بانو قدسیہ کے ڈراموں پر مشتمل کتابیں کالج لائبریری سے جاری کرا کے مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ دونوں کی ڈرامانگاری اپنی تکنیک، موضوع کے لحاظ سے کس حد تک مختلف ہے؟